

ڈاکٹر صفدر نعیم،
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو،
گورنمنٹ شالیمار کالج، لاہور

* پاکستانی تہذیب کی کہانی (ہر رخ کے آئینے میں)

This article discusses the different point of views about Pakistani culture and its history as well. Pakistan was established on 14th August, 1947 but its culture has a different historical background. Some of the Critics and Intellectuals linked the Pakistani culture to history of Sub-Continent and some of them linked with the history of Indus Valey. A series of Critics and Intellectuals said that Pakistani culture is a mixture of different cultures such as Dravidian, Arian, Christian, Hindu and Islamic hence, it is very difficult to say that Pakistani culture is a pure Islamic Culture. Some Intellectuals said that Pakistani culture is a Islamic culture because Pakistan came into being in the name of Islam.

تہذیب عربی بن کا لفظ ہے اور ”ہذب“ سے مشتق ہے۔ (۱)۔ فرہنگ عامرہ میں اس کے معانی پک کڑ اور اصلاح کڑ ہیں۔ (۲)۔ علی اردو لغت میں اس کا مطلب ہے: پک کڑ، اصلاح کڑ، آراء، شائستگی، خوش اخلاقی، NA KI، سوسائٹی کے اصول اور رسم و رواج۔ (۳)۔ تہذیب کے لیے ثقافت کا لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے جو عربی بن کا ہے اور ”ثقافت“ سے مشتق ہے۔ عربی میں ”ثقافتہ“ بھی مستعمل ہے۔ اردو K ٹیکو پیڈ میں اس کا مطلب: عربی لفظ، جس سے مراد کسی قوم یا طبقے کی تہذیب ہے۔ علمائے اس کی یہ تعریف مقرر کی ہے ”ثقافت اکتسابی ارادہ شعوری طرز عمل کا مہم ہے۔ اکتسابی طرز عمل میں ہماری وہ تمام عادات، افعال، خیالات، رسوم اور اقدار شامل ہیں جن کو ہم ایک منظم معاشرے کے خاندان کے رکن کی حیثیت سے عزیز p ہیں۔ ہم ثقافت کی کلچر کی کوئی جامع و مانع تعریف آج تک نہیں ہو سکی۔ (۴)۔ اسی طرح یہ بھی قابل غور ہے کہ پانچوں وقتوں میں یہ لفظ کبھی سویلایزیشن (Civilization) کا ہم معنی ہوا اور کبھی اس سے الگ معنی میں آ رہا۔ ڈاکٹر ذبیحہ آغا کے ”دی کلچر اور تہذیب“ میں وہی فرق ہے جو C کے مغز اور اس کے چھلکے میں ہے۔ الفاظ V یوں کہا جاسکتا ہے کہ کلچر گاڑھی خوشبو کا وہ حلقہ ہے جس کے مرا میں کوئی پھول ہمیشہ موجود ہوتا ہے۔ 1. # ہوا چلنے پر یہی گاڑھی خوشبو رقیق سی ہو کر چاروں طرف پھیل جاتی ہے تو تہذیب کہلاتی ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ کلچر C دی طور پر کول گداز، قوت، نمونہ، اور سماجی ارتقاء کا محرک ہے۔ # کہ تہذیب، اصول و ضوابط اور رسم و رواج کا اظہار کرتی ہے۔ کلچر ہمیشہ ایک جغرافیائی

مرا سے وابستہ ہوگا ہے ورنہ یہ اپنی قوتِ نمو سے محروم ہو جائے گا۔ (۵)۔

Ki فی معاشرے میں تہذیب اور کلچر کی آمیزش کی دی اہمیت حاصل ہے۔ کلچر معاشرے کے تخلیقی بل کی ایہ صورت ہے۔ یہ معاشرے کی اس روح کا م ہے جو نیند سے اچا - بیدار ہوتی ہے اور وہ متحرک علامتوں میں اپنا اظہار کرتی ہے۔ جس طرح زمین اپنی مادی قوتوں کے اظہار کے لیے رے - روپ اوڑھ لے کر اس کا سہارا لیتی ہے اور اپنے ارضی حسن کا پھل لوں اور پھولوں میں لٹائی کرتی ہے۔ لکل اسی طرح اپنی روحانی قوتوں اور جمالیاتی قدروں کے اظہار کے لیے یہی زمین، رقص، موسیقی، شاعری، لباس، رہن سہن اور بول چال کے ایہ منفرد از کو پیش کرتی ہے۔ یہی اس سر زمین کا کلچر ہے۔ کلچر اور تہذیب کے رے میں کہا گیا ہے:

”کلچر دراصل ایہ تخلیقی بل ہے اور اس کا وجود خلاق شخصیتوں کی مساعی کا مرہون ہے۔ لیکن # یہ ”تخلیقی بل“ معاشرے کے رگ و پے میں سراپا کر چکنے کے بعد قدرتی طور پر رقیق ہو جاتا ہے تو ”تہذیب“ کہلاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں کلچر بنی قدروں کے اظہار کی ایہ صورت ہے۔ # کہ ان قدروں کو عوام کی سطح پر قبول کرنے کا عمل تہذیب کا عمل ہے۔“ (۶)۔

ڈاکٹر سلیم اختر تہذیب اور کلچر کی اصطلاحات میں فرق کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”تہذیب اور کلچر کے فرق کو دیکھو اور اس کی لہروں سے سمجھا جاسکتا ہے۔ تہذیب ایہ تسلسل کا م ہے اور یہ دیکھ کے بہاؤ کی ما # ہے۔ ایسا دیکھ جس کا منبع کہیں دور ماضی کی ریکی میں نہاں ہے اور اسی دیکھ کے مختلف مقامات پر ابھرتی اور ڈوبتی لہریں کلچر۔ لہذا یہ کہنا ڈیہ بہتر ہے کہ یہ کلچرل پیٹرن ہیں۔ اس دیکھ سے نہریں بھی ہیں اور اس میں نئے دیکھ بھی شامل ہوتے ہیں۔ یہ مختلف تہذیب اور کلچرل اُت ہیں۔“ (۷)۔

تہذیب اور ثقافت کے فرق کو پھول سے بھی واضح کیا جاسکتا ہے۔ آ ایہ پھول کو ثقافت قرار دیا جائے تو اس کی خوشبو کو تہذیب کہا جاسکتا ہے لیکن تہذیب اسی وقت - قرار ہے گی۔ # ثقافت اس کو کمک پہنچاتی رہے گی۔ کلچر دی طو پر قوتِ نمو کا منبع ہے۔ # کہ تہذیب اصولوں اور قدروں کا۔ کلچر کا تعلق دھرتی سے ہے۔ وہ در # کی طرح دھرتی میں نصب ہے اور اسی سے غذا کشید کرتا ہے نتیجتاً وہ دھرتی کے جوہر سے فیض ب ہو کر دھرتی ہی کی طرح تخلیقیت کرتا ہے۔ # یہ در # پھولوں سے لد جاتا ہے تو پھولوں کی خوشبو (جو تہذیب کے مترادف ہے) اس کے آ دا - حفاظتی حصار بنا لیتی ہے۔ پھر # ہوا چلتی ہے تو خوشبودر # سے منقطع ہو کر دور دور - پھیل جاتی ہے۔ آ در # پھول آتے رہیں اور ہوا بھی چلتی رہے تو خوشبو کی سیل کا عمل بھی جاری رہتا ہے۔ آ پھول مر جھا جائے ہوا رک جائے تو خوشبو کی سیل کا عمل بھی رک جائے گا۔ یوں خوشبو کی آمد کا سلسلہ رک جانے ہوا میں موجود خوشبو پھیل کر رقیق ہو جاتی ہے اور دوسری خوشبوؤں میں ب ب ہو جاتی ہے۔ ثقافتی اعتبار سے۔ # کسی خطے کی ثقافت میں قوتِ نمو کا ختم ہو جاتی ہے تو اس خطے کی تہذیب بھی رقیق ہو کر اپنے وجود کو دوسری تہذیبوں کے حوالے کر دیتی ہے۔

آ چہ تہذیب و ثقافت کے مبا # ان دونوں اصطلاحات میں کچھ کچھ فرق کو واضح کرتے ہیں لیکن ڈیہ قدین تہذیب

ثقافت کو۔ یہی مفہوم میں استعمال کرتے ہیں۔ نہ آرمون میں بھی تہذیب و ثقافت اور کلچر کو۔ یہی پس منظر اور پیش منظر میں استعمال کیا جائے گا۔ تہذیب سے مراد لوگوں کا رہن سہن، سوچ، معیشت اور سیاست کے اصول، شاعری اور موسیقی، مذہبی عقائد، فن اور رسم و رواج ہیں کیونکہ یہی عناصر طرز و نگاہ اور معاشرے کی اقدار متعین کرتے ہیں۔ # کچھ لوگ ایہ جگہ جمل کر رہنا شروع کرتے ہیں تو وہ ایہ معاشرے کی تشکیل کرتے ہیں۔ انہی وہاں کے جغرافیائی حالات اور # ازہوتے ہیں اور وہ اپنی ضرورتوں کے مطابق لباس پہننے اور مکان بناتے ہیں۔ اپنے عقائد اور آئینہ کے مطابق خاص طرح کی خوراک کھاتے ہیں۔ آپس میں رابطہ کے لیے ایہ فن سے کام لیتے ہیں جو ان کی موسیقی اور ادب کو تخلیق کرتی ہے۔ ان کے مذہبی عقائد، ان کی فکری راہیں استوار کرتے ہیں اور پوری نگاہ کے لیے ایہ لائحہ عمل مرتب کرتے ہیں۔ یہ لائحہ عمل ان کو دوسروں سے الگ کرتا ہے اور ان کے آرمون کی کوئی تبدیلیاں کر دیتا ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایہ وہ دوسرے آرمون کا آج ہوتا ہے۔ ایہ ملک دوسرے ملک کو فتح کرے تو مفتوح قوم فاتح قوم کے طرز و نگاہ میں سے کچھ عناصر اپناتی ہے۔ یہ عمل جاری رہتا ہے اور کسی ایہ علاقہ کی تہذیب میں تبدیلیاں رطاب ہو جاتی ہیں۔ مذہبی اقدار اور حکومتیں بدلتی رہتی ہیں اور ان کی وجہ سے تہذیب میں بھی تبدیلیاں آتی ہیں۔ ایہ تہذیب کا دوسری تہذیب اور ضرورتاً آہستہ روی سے ہوتا ہے اور سول بعد ظاہر ہوتا ہے۔

ہر قوم کی اپنی ایہ الگ تہذیب ہوتی ہے۔ اس تہذیب کے بعض پہلو دوسری تہذیبوں سے ملتے جلتے ہیں۔ بعض ایسی اقدار خصوصیات ہوتی ہیں جو ایہ قوم کی تہذیب کو دوسری تہذیبوں سے الگ اور ممتاز کرتی ہیں۔ ہر قومی تہذیب اپنی انہی اقدار خصوصیات کی بنیاد پر چلی جاتی ہے۔ # سچے پاکستان ایہ آزاد ہے کی حیثیت سے وجود میں آیا ہے۔ ہمارے مفکرین اور دانشور پاکستانی تہذیب اور اس کے عناصر و کبھی کی سمجھی میں مصروف ہیں۔ وہ اس حقیقت سے آگاہ ہوتے چاہتے ہیں کہ پاکستانی تہذیب کیا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ اپنی خواہش حقیقت کا گمان کر بیٹھے ہوں؟ پاکستانی تہذیب کی تلاش اس مفروضہ پر رکھی گئی ہے کہ پاکستان ایہ قومی ہے اور چوہہ ہرگز کی اپنی ایہ الگ تہذیب ہوتی ہے لہذا پاکستان کی بھی ایہ قومی تہذیب ہونی چاہیے۔ پاکستانی تہذیب و ثقافت # بت کرتے ہوئے سبب حسن لکھتے ہیں:

”..... پاکستانی تہذیب پر غور کرتے وقت ہمیں بعض امور ذہن میں رکھنے چاہئیں۔ پہلا بت تو یہ ہے کہ # فقط جغرافیائی سیاسی حقیقت ہوتی ہے اور قوم اسی کے واسطے سے قومی تہذیب ایہ سماجی حقیقت ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ ضروری نہیں ہے کہ # اور قوم کی سرحدیں ایہ ہوں۔۔۔ # کے حدود # دہتے رہتے ہیں۔ مثلاً پاکستان کی سرحدیں آج وہ نہیں ہیں جو ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو تھیں۔ ۱ قوموں اور قومی تہذیبوں کے حدود بہت مشکل سے ملتے ہیں۔ تیسرا بت یہ ہے کہ بعض قومی ستونوں میں ایہ ہی قوم # د ہوتی ہے جیسے چائن میں چائنی قوم، اٹلی میں اطالوی قوم اور فرانس میں فرانسیسی قوم، ایسی قومی ستونوں کو قومی # کہا جاتا ہے۔ لیکن بعض قومی ستونوں میں ایہ سے # وہ قومیں # دیں۔ جیسے کینیڈا میں۔ طائوفی اور

فرانسیسی قومیں، چیکو سلواکیہ میں پی B اور سلاف، عراق میں عرب اور کرد، سوویٹ یو 2 میں روسی اور ازبیک * 0 وغیرہ۔ جن ملکوں میں فقط ایہ قوم * دہوتی ہے وہاں * ستی تہذیب * اور قومی تہذیب * ایہ ہی حقیقت کے دھڑم ہوتے ہیں۔ لیکن جن ملکوں میں ایہ سے * دہو تو میں * دہوں وہاں * ستی تہذیب * کی تشکیل و تعمیر کا انحصار مختلف قوموں کے طرز عمل، طرز فکر اور طرز احساس کے ربط و آہنگ پہ ہوتا ہے۔“

(۸)۔

اقتباس سے واضح ہے کہ * ستی حدود دا لگ ہوتی ہیں اور قومی و تہذیبی حدود دا لگ ہوتی ہیں۔ قومی کلچر نہ تو کوئی ایسی جنس ہے جسے زار * اجا سکے اور نہ کوئی ایسا علم ہے جسے کسی ادارے * یونیورسٹی سے حاصل کر کے عام کیا جاسکے۔ قومی کلچر تو قوم کے ہر فرد کے رگ و پے میں خون کی طرح جاری و ساری ہوتا ہے۔ وہ اسی معاشرے میں اٹھتا بیٹھتا، انگلیں پیدا کرتا، آدرشوں کو اختیار کرتا اور شعر و ادب میں ظاہر ہوتا ہے۔ قومی کلچر کی یہ وسعت اور گہرائی صدیوں کے K1 نی رشتوں، سوچوں اور امنگوں کی تخلیق ہوتی ہے * الفاظ و د * قومی کلچر کی صحیح راہنمائی قومی * رخ کرتی ہے اور قومی * رخ کسی خاص صدی کے خاص سال کے کسی خاص دن سے شروع نہیں ہوا کرتی * رخ کا آغاز تو ہمیشہ ماضی کے دھندلکوں اور پھر مزید دھندلکوں میں ڈوبتا * جاتا ہے۔ قوم کی * رخ صرف چند سوچ * چند صدیوں کو محیط نہیں ہوتی۔ قومی کلچر اور قومی * رخ کل * اگر اعلق ہے۔ چونکہ * رخ کا تعلق جغرافیائی خطے سے ہوتا ہے اس لیے قومی کلچر بھی اسی مٹی کی پیداوار ہوتا ہے۔ K1 نی ذہن کی طرح کلچر بھی ارتقا پذیر رہتا ہے۔ * کوئی کلچر بظاہر ہر جگہ ہے تو وہ دراصل * نہیں ہے بلکہ کسی دوسرے کلچر کی پیدائش اور نمو کا * بن جاتا ہے۔ ڈاکٹر ونر * آغا لکھتے ہیں کہ کسی ظریف * پستانانی کلچر * رے میں کہا تھا کہ * پستان میں کوئی کلچر و لچر نہیں، یہاں تو محض V پلچر ہے *۔ ت * فن طبع کے لیے کبھی گئی تھی اور اس کا سوا * بھی تہمتوں سے ہوا تھا 1 سنجیدگی سے سوچا جائے تو ظریف کی اس * ت میں سچائی کا عنصر بھی موجود تھا۔ (۹)۔

* بھی کوئی دانشور * پستانانی کلچر کے * ش کو اجا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ یہ دیکھنے کی بجائے کہ آج * پستانانی کلچر کے * اے * کیبی کیا ہیں؟ وہ یہ دیکھنے کی کوشش کرتا ہے کہ * پستانانی کلچر کے * اے * کیبی کیا ہونے چاہئیں؟ دانشوروں کا کہنا ہے کہ * پستان اعلیٰ اسلامی اقدار کے فروغ کے لیے وجود میں * تھا، اس لیے اس کا کلچر بھی ان اقدار کا * سدار ہوتا چاہیے۔ بحیثیت مسلمان ہر * پستانانی کی یہ خواہش ہے کہ * پستان کا کلچر * پستانانی مسلمانوں کے عین مطابق ہو، اس میں اسلام کی اعلیٰ اقدار کی فراوانی ہو اور مساوات و توحید کا بول * لا ہو۔ * یم قاسمی * پستان کے قومی کلچر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

”ایہ روز * میں نے ایہ * پڑھے لکھے * رگ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہم میں سے کسی کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ہمارا قومی کلچر کیا ہے تو * رگ موصوف خاصے خفا ہو گئے تھے اور میں ان کے خفا ہونے سے خوش ہوا تھا، کہ ممکن ہے * ما * ی کے اس عالم میں وہ ہمارے قومی کلچر کی * ہدی فرمادیں 1 افسوس کہ ایہ اعلیٰ * پائے کے دانشور ہونے کے * وجود وہ صرف خفا ہی ہوتے رہے۔ اس دوران انہوں نے پتے کی صرف ایہ

* بت کی۔ انہوں نے فرمایا ”بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ کسی قوم کو یہی معلوم نہ ہو کہ اس کا قومی کلچر کیا ہے۔ اور آ
کوئی ایسی قوم اس د* میں موجود ہے تو اسے اپنے قومی کلچر کے: وخال فوراً متعین کر چاہئیں ورنہ اس
کی قومی حیثیت ہی خطرے میں پڑ جائے گی۔“ بہر حال وہ یہ بتائے بغیر کہ ہمارا کلچر کیا ہے، بھنڈر ہے کہ ہمارا
قومی کلچر ہے۔۔۔: انخواستہ میرا مقصد یہ نہیں کہ ہمارا قومی کلچر سرے سے ہے ہی نہیں۔“ (۱۰)۔

ہماری تہذ R ہنگی کا یہ بہت بہتہ الیہ ہے کہ ہم نے تہذ R وثقافتی اصطلاحات کے وسیع معنی کو بے حد محدود کر ڈیا ہے اور پھر ان کو انہی
محدود معانی میں اتنے توڑ سے استعمال کیا ہے کہ اس کے اصل معانی و مفاہیم پس منظر میں چلے گئے ہیں۔ حسن و جمال اور احساس جمال
کے تو اس حد۔۔۔ معنی: ل گئے ہیں کہ یہ الفاظ بے معنی سے ہو کر رہ گئے ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ گھروں میں کوئی حسن کا لفظ استعمال کر بیٹھے تو
: رگوں کی تیوڑ ۱۰/۱۰ ہ جاتی ہیں کہ یہ بُری صحبت کا ا* ہے۔ اسی طرح جمالیات کا ۱۰/۱۰ کہہ بھی خلاف تہذ R ہے جبکہ جمالیات ہی تو
تہذ R کی جان ہے۔ اس ۱۰/۱۰ از فکر کے بے شمار اسباب ہیں: چند اسباب: ر [ہیں، چند سیاسی ہیں، چند تعلیمی ہیں اور چند اس ۱۰/۱۰ ی
اور خول پسندی سے متعلق ہیں جس نے مذہب اور فنون لطیفہ کو ا۔ دوسرے کی ضد قرار دے رکھا ہے جبکہ احساس جمال ہی کسی قوم کے
تہذ R ارتقا کی واحد کوئی ہوا کرتی ہے۔

۱۰/۱۰ صغیر کے مسلمانوں نے پچھلے ا۔ ہزار سال میں اس سرزمین پ ا۔ ایسی تہذ R پیدا کی جو یہاں کی دوسری قوموں کی تہذ بیوں
سے: لکل مختلف تھی۔ اس تہذ R کی بقا کے لیے انہوں نے ا۔ علیحدہ مملکت کی تشکیل کے لیے: و جہد کی۔ وہ ۱۰/۱۰ اس سرزمین پ آئے
تو ۱۰/۱۰ گی کا تنظیمی ۱۰/۱۰ ری اصول اپنے ساتھ لائے۔ یہ تنظیمی ۱۰/۱۰ ری اصول ان کا اپنا مذہب اور اس مذہب سے پیدا شدہ اقدار، اور علامتیں
تھیں۔ ۱۰/۱۰ انہوں نے: و صغیر میں اپنی ۱۰/۱۰ گی شروع کی تو یہاں کی زمین، آب و ہوا، مادی حالات اور اس سرزمین پ بسنے والوں کی اپنی
تہذ R ان کی تخلیقی ۱۰/۱۰ گی کے لیے مادری اصول بن گئی، اور ان دونوں اصولوں کے اشتراک سے جو تہذ R پیدا ہوئی وہ مادری اصول کے
تحت تو یہاں کے د ۱۰/۱۰: و شندوں کے ساتھ مشترک تھی ۱۰/۱۰ ری اصول کے تحت مختلف ٹھہری۔ ”مسلمانوں کی تہذ R میں ۱۰/۱۰ دی اہمیت
آسمان ۱۰/۱۰ ری اصول تخلیق کو حاصل ہے۔۔۔ ہماری تہذ R کے سارے عناصر جس میں ۱۰/۱۰، ادب، طرز، تعمیر، رسم و رواج ۱۰/۱۰ کچھ
آتے ہیں، آسمانی ۱۰/۱۰ ری و مادری اصول تخلیق کے اختلاط کا نتیجہ ہیں۔“ (۱۱)۔ ڈاکٹر جمیل جالبی* کستان کی تہذ R* رنخ کو: و
متنوع اور دلچسپ قرار دیتے ہیں۔

* کستان کی* رنخ کی نوعیت بھی ا۔ دلچسپ مطالعہ ہے۔ ا۔ طرف وہ جغرافیائی* رنخ ہے جس کی رو
سے موئن جو دھرو کی* رنخ ہزار سال پ انی تہذ R اور ۱۰/۱۰ ہمت کے ۱۰/۱۰ رنکسلا اور گندھارا تہذ R ' جغرافیائی
اعتبار سے اس ملک کی* رنخ میں شامل ہو جاتی ہیں اور دوسری طرف ۱۰/۱۰ رنخ ہے جس کی رو ۱۰/۱۰ ت کارشتہ
۱۰/۱۰ صغیر میں مسلمانوں کی ا۔ ہزار سالہ حکومت کی* رنخ اور کلچر میں 5 ہے اور جس میں دو سو سالہ انگریز
اقتدار کی* رنخ بھی شامل ہے۔۔۔“ (۱۲)۔

* پاکستان میں تہذیب کی بحث آزادی کے کچھ عرصہ بعد ہی شروع ہو گئی تھی بلکہ یہ کہنا ڈیڑھ بہتر ہوگا کہ پاکستان کا قیام تہذیب کا نتیجہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ پاکستان کس تہذیب نمونے کی نمائندگی کرتا ہے۔ دانشوروں کا یہ کہنا حلقہ سمجھتا تھا کہ پاکستان محض مذہب کے گمراہ بنائے ہوئے ہیں۔ ان کا یہ کہنا کہ پاکستان اس لیے پاکستان کے قیام کے فلسفے کی اس تشریح کو مان لیا اور بعض وہ لوگ بھی اس خیال کی حمایت میں یقینی لہجے میں بت کرنے لگے جن سے تہذیب کو ڈیڑھ گہرائی میں اتار سوچنے کی توقع تھی۔ محقق پاکستانی تہذیب کے پس منظر پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

* پاکستان کے تہذیب ماضی کو ڈھانپنے کی آج دو گانہ سمتوں میں کوششیں ہو رہی ہیں۔ ایک یہ کہ تہذیب کا پہلا زینہ ہڑپہ اور موئن جو دڑو کے کھنڈروں میں ڈھانپ رہا ہے، دوسرا وہ مسلمانوں کے مذہبی ماضی کو تہذیب پس منظر کے طوبہ پر ہے اور موئن جو دڑو کو پاکستان کے تہذیب ماضی کی کوئی تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ موئن جو دڑو سے پاکستان کا تہذیب رشتہ 5 لاکھ کی کوشش کئی خوبیوں کی حامل ہے۔ اس خیال کے ساتھ کہ بت کے بجائے سوچ، پن، حوصلہ مندانہ فکر ۱۰٪ ات خیال اور عقیدہ پستی کے بجائے بڑے اور آ کی آئی اور واضح رعایتیں موجود ہیں۔“ (۱۳)۔

* پاکستان کی تحریک تو ان خیالات کی آیت کے سائے میں ہوا جس میں عظیم کے مسلمان ایک قوم ہیں۔ یہ قوم اپنی کچھ خصوصیات پر ہے جو اس عظیم میں بسنے والے دوسرے افراد سے مختلف ہے۔ ان خصوصیات کو ان دینی عقائد نے پیدا کیا ہے، جن کو ان افراد نے ہمیشہ اپنی جان سے عزیز رکھا ہے۔ اس کے بجائے کہ تحت مسلمانوں میں ایک مخصوص اخلاق، ایک مخصوص معاشرت اور ایک مخصوص فکر پیدا ہوا۔ ڈاکٹر عبادت۔ W پاکستان کی تحریک۔ تہذیب اور ثقافتی تحریک۔ قرار دیتے ہیں۔ پاکستان کی تحریک۔ در حقیقت دی طوبہ ایک دینی، تہذیب اور ثقافتی تحریک تھی۔۔۔ شاہ ولی اللہ نے جو کچھ کہا، سید احمد W اور شاہ اسماعیل شہید نے اپنے عمل سے جو کچھ کر دکھایا، سر سید احمد خاں نے جو تصورات پیش کیے اور علامہ اقبالؒ نے جو خواب دیکھے وہ ایک ہی سلسلے کی ہیں۔“ (۱۴)۔

* پاکستانی کلچر کے حوالے سے علامہ اقبالؒ اور علامہ اعظم کے خیالات بہت واضح ہیں۔ انہیں اس حقیقت کا شدت سے احساس تھا کہ اسلامیان ہند نے اس خطے میں ایک عظیم کلچر پیدا کیا ہے۔ ہندوؤں نے اس کلچر کو ملیا میٹ کرنے کی بھرپور کوششیں کیں۔ آڑی سماج کی تحریک۔ عظیم کلچر کے اقدامات ہندی کے روپ میں سنسکرت کو ڈھکے کرنے کی کوششیں تھیں۔ ان کے تہذیب میں مسلمانوں کے کلچر اور تہذیب و ثقافت کو مٹانے کی سرٹوڑ کوششیں تھیں۔ کشمیر سے راس کمار ت۔ اور پشاور سے ڈھاکہ۔ C دی طوبہ مسلمانوں کا کلچر تھا۔ اس کلچر کی داسلام اور اس کے دی اصول تھے۔ اسی صورت حال نے ہر علاقے کے مسلمانوں کو ایک رشتے میں منسلک کیا اور ان کے لباس، رہن رہن کے طور پر ج فکری رویے، جاتی تقاضے، اخلاقی معیار، ج میں ایک لائگت اور مماثلت پیدا کی۔ اردو بن کی پیدائش بھی ایک اہم تہذیب واقعہ ہے۔ مسلمانوں کی آمد سے اس سرزمین پر کچھ ایسے حالات پیدا ہوئے، جن کے

۔ (۴) یہی بن پیدا ہوئی۔ لسا تب لکھنے والوں نے اس سلسلے میں مختلف آیت پیش کیے ہیں۔ کسی نے کہا یہ ج بھاشا سے نکلی ہے۔ کسی نے کھڑی بولی اور مغربی ہندی کو اس کا منبع بتایا ہے۔ کوئی یہ کہتا تھا کہ یہ ا۔ ٹلی جلی بن ہے اور کئی بنوں سے مل کر بنی ہے۔ کسی کا خیال ہے کہ ج بھاشا ہی نے فارسی کے لٹ سے اس بن کی صورت اختیار کی۔ کسی نے لفظ ”اردو“ کی رنج بیان کی اور کہا کہ اردو کی بن کا لفظ ہے۔ کی میں کچھ قبائل اور شہروں کے نام بھی ”اردو“ تھے۔ اردو کا رسم الخط عربی ہے۔ یہی بن شہید ہندوؤں کو قابل دانتھی۔ وہ سمجھتے تھے کہ عربی مسلمانوں کی قرآنی بن ہے۔ اس لیے ان کو عزت بھی ہے۔ اردو کو پوانہ* اس کو تسلیم کرتے، مسلم تہذیب و ثقافت کو تسلیم کرنے کے مصداق تھا۔ یہاں یہ بحث مطلوب نہیں ہے کہ کون سا آءیہ در & ہے۔ یہاں یہ بتا مقصود ہے کہ اردو بن دراصل مسلم تہذیب و ثقافت لیے ہوئے ہے اور پک و ہند میں مسلمانوں کی امین ہے۔ سلیم احمد لکھتے ہیں: ”۔۔۔ اپنی تہذیب ہے اور پورے پاکستان اس لیے وجود میں آئی ہے کہ اس تہذیب کی بقا اور استحکام کے فریضے کو نبھانے کی ساری توفیقوں کے ساتھ پورا کرے۔ اب یہ تہذیب ا۔ مذہبی تہذیب ہے۔“ (۱۵)۔ ڈاکٹر سید عبداللہ کے دی۔ * پاکستان کی بنوں کی مشترک معنوی روح مزید تحقیق کا ا۔ عمدہ موضوع ہے لیکن اس مسئلے کو کیسے حل کیا جائے کہ ہمارے یہاں لوگ اشتراک و اتحاد کے وجود پر زور دینے کے بجائے معمولی ۵۰ ویں اختلافات کو، ۵۰ ہا کر پیش کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور علیحدگی و تفریق کے کام میں منہمک ہیں ورنہ ان مختلف بنوں اور مختلف تہذیبوں میں ساٹھ سے اسی فیصد۔ اشتراک ہے۔ (۱۶)۔ تہذیب و ثقافتی ردیت کو چھوڑ کر خلا میں نہ گی بسر نہیں کی جاسکتی البتہ اتنا ضرور ہے کہ اقدار زمانے کے ساتھ ساتھ متغیر ضرور ہو جاتی ہیں۔

”فارسی اور اردو کے جو شعرا اس عظیم میں پیدا ہوئے ہیں اور جنہوں نے اپنی تخلیقات سے اسلامی کلچر کو فروغ دیا ہے، ان کے ہاں ان ثقافتی رویوں کی چھاپ بڑی گہری ہے۔ حضرت امیر خسرو، ولی، حضرت خواجہ میر درد، میر تقی میر، غا اور مومن کو اس سلسلے میں آءیہ از نہیں کیا جاسکتا۔ ان کی قائم کی ہوئی تہذیب و ثقافتی رواۃ ہمارے کلچر اور تہذیب کا دی حصہ ہیں۔ ہمارے خون میں اس رواۃ کا ر ہے اور ہم چاہیں بھی تو اس سے اپنا دامن نہیں چھڑا ت۔ اس لیے ان شعراء کا صرف شکریہ ادا کرنے سے ہمارا کام نہیں چلے گا۔ ہمیں تو ان کی ثقافتی ردیت کو ساتھ لے کر چلنا ہوگا ورنہ تہذیب اور کلچر کا سارا شیرازہ منتشر ہو جائے گا۔“ (۱۷)۔

KI ن کو اپنے ماضی کے رے میں جانے کا اشتوق ہے۔ وہ اپنے تہذیب سفر کے رے میں جانا چاہتا ہے کہ وہ کن مراحل اور تہذیبوں کے اشتراک سے موجودہ صورت حال۔ پہنچا ہے۔ KI فی تہذیبوں کی یہ کہانی نہ صرف دلچسپ ہے بلکہ اس سے بہت کچھ سیکھا بھی جاسکتا ہے۔ خاص ت یہ ہے کہ یہ صرف KI فی تہذیب اور ارتقاء کی کہانی ہی نہیں بلکہ اس کے ماحول کی بھی ہے، جس میں جنگل، پہاڑ، دڑی، سمندر، صحرا، جانور اور پتے بھی آتے ہیں۔ اپنی تہذیبوں میں کچھ لوگ مردوں کو دفن کرتے وقت ان کے ساتھ زیورات، ہتھیار اور ان کے استعمال کی دوسری چیزیں بھی دفن کر دیتے تھے۔ اب # ماہرین ایسے مقامات کی کھدائی کر کے ان چیزوں کو نکالتے ہیں

توان کی مدد سے ہم لوگوں کے رہنے سہنے، کھانے پینے اور ان کی عادات و رسومات کے بارے میں آسانی پہنچا گا h ہیں۔ # ہم کسی زمانے کے، تن، اوزار، آلات اور ہتھیاروں کو دیکھتے ہیں تو ہم اُن سے اس وقت کے دستکاروں کے ہنر اور فن کے اشتراکات کے بارے میں بھی جا... ہیں۔ ان چیزوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کے لوگوں میں کس قدر تہذیب R اختلافات و اشتراکات تھے۔ یہ مشترکہ تہذیب عناصریہ - دوسرے کی تی میں مدد و معاون ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر مبارک علی لکھتے ہیں:

”د* میں تمام قوموں اور تہذیبوں نے ا - ساتھ تی نہیں کی ہے۔ بلکہ کچھ نے جلدی تی کی اور کچھ نے

آہستہ آہستہ۔ خاص طور سے ان قوموں نے ڈیہ اور جلدی تی کی کہ جنہوں نے دوسری تہذیبوں سے اپنا

رشتہ قائم کیا اور ان سے سیکھا جو دوسروں سے الگ تھلگ اپنی د* میں رہے، وہ تی میں پیچھے رہ گئے۔ اس

سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ تہذیب ’ ا - دوسرے سے مل کر سیکھتی ہیں۔“ (۱۸)۔

اقتباس سے واضح ہے کہ پتھر کے زمانے میں پتھر سے اوزار بننا اور پتھر اس سے ڈیہ مضبوطی کی خاطر بنے اور D کو 5 کرا - نئی دھات (کا -) کی X بھی تو انتقاد اور اشتراکات کا عمل ہے۔ اس سوچ بچار اور خوب کی تلاش میں تی کا راز مضمر ہے۔ تی کے یہ طریق کار - تہذیب سے دوسری نے اور دوسری تہذیب سے تیسری تہذیب نے اختیار کیے۔ یوں تہذیب اشتراکات - دوسرے کی تی کا بنا۔

ہندوستان کی پہلی عظیم تہذیب وادی سندھ میں دراوڑیوں نے قائم کی۔ وہاں انہوں نے بے بے شہر بنائے جن میں سے مونہن جو داڑ واور ہڑپہ قابل ذکر ہیں۔ یہ شہر دی خوبصورتی سے تعمیر کیے گئے تھے۔ یہ ثقافت تقریباً تین ہزار (۳۰۰۰) ق۔ م میں اپنے عروج کو پہنچی۔ ان لوگوں کے پس گھر W موٹی، بھیڑیں اور ہاتھی تھے۔ وہ کپاس اور گندم کا شے کرتے، کشتیاں اور پہیوں والے چکڑے بناتے اور کا - اوڑ بنے کے کام میں ماہر تھے۔ یہاں - کہ انہوں نے لوہے کو زہ سے بچانے کا طریقہ بھی ڈھونڈ لیا تھا۔ موجودہ تہذیب اور دراوڑی تہذیب میں اشتراکات - ہے۔ ڈاکٹر گوپی چندر - کے خیال میں: ”ہندوستان کی مشترکہ تہذیب - خالص سیاسی ڈیہ & چاہتی تھی۔۔۔ چنانچہ فن تعمیر میں سلاطین دہلی ہی کے زمانے میں - 5 جلاہندو مسلم طرز پیدا ہوا تھا۔“ (۱۹)۔ اشیاء اور خیالات کی M ل دینے سے اختلافات و اشتراک کی نوعیت بدل جاتی ہے۔ - چیز جو - قوم کے دیہ مختلف، R ہے جبکہ وہی چیز کسی اور قوم کے لیے اور معانی R ہے۔ اس، اور معانی میں M کا عمل دخل از حد ضروری ہوتا ہے۔ جیسا کہ اقتباس سے واضح ہے:

* دشاہی مسجد میرے لیے محض سرخ پتھروں کی - عمارت سے ڈیہ اہمیت نہیں R لیکن # میں نے

یہ سوچا کہ سرخ پتھروں کو خاص M از میں M ڈیہ جائے تو مسجد بن جاتی ہے اور آ، M ل ڈیہ جائے

تو انہیں سرخ پتھروں سے - مندر بھی بن جا* ہے اور پھر M لے جا N تو گوردوارہ اور جا بھی

بن سکتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ اصل شے وہ سوچ اور عقیدہ ہے جو ان پتھروں کو مختلف نما دیتا رہتا ہے

اور۔ # پتھرا۔ خاص M^۳ میں جگہ* کر مسجد میرے لیے محض ا۔ مکان نہیں بلکہ ا۔ مخصوص : بے کی علامت بن جاتی ہے۔ (۲۰)۔

تہذیبی ثقافت کے فکری اور جمالیاتی آہنگ سے ۱۹ویں ہونے ہے۔ تہذیب کی کلی معنوی R کا احساس تہذیبی معنوی کے جمالیاتی رنگوں سے پھوٹا اور بگڑا ہے کیونکہ تہذیبی معنوی میں ا۔ ایسی فکری اور اساسی روح کا فرما ہوتی ہے، جس کا ادراک ہر دو کی تفہیم کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ K^۱ نی تہذیبی معنوی [تناظر میں تہذیبی R اکائی کا محض اشارہ نہیں ہوتی، بلکہ یہ اس احساس سے وجود پاتی ہوتی ہے۔ تہذیبی معنوی میں فکری اشتراک ادب اور ثقافت کی تشکیل M^۳ میں C دی کردار ادا کرتا ہے۔ تہذیبی معنوی کی جمالیات سے معاشرتی اقدار تہذیبی کی علامتی معنوی کو۔ # ادب کے ثقافتی مظاہر میں منعکس کرتی ہیں تو اس کی فکری C دیں تہذیبی کی جمالیات سے مملو ہو جاتی ہیں۔ یوں تہذیبی کی فکری اور معنوی تعبیر کا وہ قرینہ ہاتھ ہے جو تہذیبی کے طے طے سے پھوٹتا ہے اور ادب کے دلے میں تہذیبی کی جمالیاتی آئینہ دار بن جاتا ہے۔ رشید امجد کے خیال میں ا کوئی چیز تہذیبی رہتی ہے تو وہ دھرتی اور اس کا خارجی مظہر تہذیبی ہے۔ تہذیبی کبھی نہیں مرنے بلکہ ہر دور میں کسی نہ کسی شکل میں موجود رہتی ہے۔ قدیم دراوڑی اور تہذیبی تہذیبی آج بھی کچھ رد و بدل کے ساتھ موجود ہیں۔ (۲۱)۔ تہذیبیوں کی واضح سرحدیں نہیں ہوتیں نیز ان کا نہ کوئی قاعدہ آغاز ہے اور نہ ا۔ م۔ لوگ اپنے تشخص کا ذکر رہتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں وقت کے ساتھ ساتھ تہذیبیوں کی تہذیبی اور ساسا۔ لاتی رہی ہیں۔ تہذیبی سیاسی نہیں بلکہ ثقافتی اکائیاں ہوتی ہیں۔ دور حاضر کی دہائی میں تہذیبیوں کی شناخت کے حوالے سے عمومی طور پر تمام ماہرین رنج متفق ہیں۔ البتہ رنج میں موجود رہنے والی تہذیبیوں کی تعداد کے حوالے سے اختلاف کرتے ہیں۔ جے سنڈنی پینٹر، ڈیض الاسلام اور جی۔ ایم۔ ڈی۔ صوفی ”تہذیبی کی کہانی“ میں یوں لکھتے ہیں:

”مورخوں کے نزدیک دہائی میں پانچویں تہذیبی تہذیبی ہیں جن کا سکھ ابھی۔۔۔ چل رہا ہے۔ ان میں سے ا۔ تو اسلامی تہذیبی ہے۔ پھر ہندوؤں اور چینوں کی قدیم تہذیبی ہیں۔ کہ ہندوستان اور چین میں قدم جمائے کھڑی ہیں۔ ان کے علاوہ دو تہذیبی اور ہیں۔ ا۔ مشرقی یورپ کی تہذیبی اور دوسری مغربی یورپ کی۔ اسلامی تہذیبی کا آغاز ساتویں صدی میں صحرائے عرب کے نخلستانوں اور اگاہوں سے ہوا۔ آج یہ تہذیبی شمالی ہند کے آریہ قبائل میں پھوٹا، جو وسط ایشیا کے H^۱ نوں سے نکل کر اس سرزمین میں آئے۔ ہو گئے تھے۔ اصل میں انہیں لوگوں کے تہذیبی کے طور پر ا۔ جنہاں اس تہذیبی کی C درکھی گئی تھی۔ چینی تہذیبی ڈھلے ہوا۔ ہو کی وادی میں سرسبز ہوئی۔ اس سے پہلے اس سرزمین میں کسی تہذیبی کا سراغ نہیں ملتا۔“ (۲۲)۔

مشرقی اور مغربی یورپ کی تہذیبی دہائی کی بعض اپنی تہذیبیوں کی و وجود میں آئی ہیں۔ یورپ کی تہذیبی قرون وسطیٰ ہی میں دو الگ الگ سانچوں میں ڈھل کر رہ گئی تھی لیکن ان ۱۹ویں تہذیبی کی کمی بیشی کے لحاظ سے بے فرق تھا۔ ا۔ بے کسی ا۔ تہذیبی کا ڈھل

تھا اور دوسری کسی دوسری کا۔ ہندوؤں کی تہذیب کے عروج کا زمانہ چھٹی صدی ہے۔ اس زمانے میں ہندوؤں کی ای۔ وسیع سلطنت قائم ہو چکی تھی۔ جس میں ہندوستان کا بہت سا حصہ شامل تھا۔ چینیوں نے ۶۴۰ء۔ ۶۴۵ء ان کے عہد حکومت میں، عروج حاصل کیا۔ اسلامی تہذیب سیاسی اقتدار کے لحاظ سے دومرتبہ اوج کمال پہنچ چکی ہے۔ آٹھویں صدی میں اسلامی سلطنت وسط ایشیا سے بحراوقیانوس۔۔۔ پہلی ہوئی تھی۔ ایشیائے کوچک کا بیشتر حصہ، سارا شمالی افریقا اور ہسپانیہ ۶۷۴ء اور بحیرہ روم کے اکثر حصے اس سلطنت میں شامل تھے۔ سولہویں اور سترہویں صدی میں پھر اسے عروج نصیب ہوا۔ اس زمانے میں عثمانی نے، ای۔ وسیع سلطنت قائم کر لی تھی۔

* کستانی تہذیب ورثے کی زمانی وسعت بہت طویل ہے۔ اس طویل تہذیب R سفر کے دوران میں جو معاشرتی اور [حقائق موجود تھے وہ] لے رہے ۱/۴ اسلام کے ساتھ جو اسلامی د* معرض وجود میں آئی تھی وہ مالی طور پر خوشحال تھی اور عسکری اعتبار سے بے حد طاقتور تھی۔ جیلانی کا مران لکھتے ہیں: ”آمد اسلام نے، صغیر کو، ای۔ د* میں شامل کیا اور صدیوں کے قابضوں سے K ن کو آزاد کیا۔“ (۲۳)۔ عربوں اور ہندوؤں کے تجارتی تعلقات پہلے ہی میں لیکن # سندھ عرب حکومت کا ای۔ ماتحت صوبہ بن گیا تو عربوں اور اس سرزمین کے باشندوں کے درمیان گہری راہ ورسم کا دروازہ کھل گیا اور پھر # عباسیوں نے دمشق کی جگہ بغداد کو اپنا دارالحکومت بنایا تو ”ہندو سندھ“ سے عربوں کا علمی، مذہبی اور سیاسی و تہذیبی مرا* اور بھی قریب # H۔ اس قرب سے خلفائے بغداد نے بہت فائدہ اٹھایا۔ علم ہیئت کے علاوہ علم حساب میں بھی عرب ہندوستانیوں سے اور تمام اہل مغرب عربوں سے مستفید ہوئے۔ عربوں کا بیان ہے کہ انہوں نے حسابی رقم یعنی ہند سے لکھنے کا طریقہ ہندوؤں سے سیکھا۔ اس لیے وہ ہندسوں کو حساب ہندوؤں سے لکھتے تھے۔ اقوام یورپ نے یہ ہند سے عربوں سے سیکھے اس لیے وہ انہیں ”Arabic Numbers“ اعداد عربیہ کہتے ہیں۔ اس سے پہلے عرب لفظوں میں عدد لکھتے تھے۔ پھر حروف ابجد میں لکھنے لگے۔ ان تعلقات کے علاوہ بعض مستشرقین کا خیال ہے کہ اسلام میں تصوف کا آغاز بھی ہندوستانی اہل کی وجہ سے ہوا۔ (۲۴)۔ صغیر کی تفسیر، رنج کا محض ای۔ سیاسی واقعہ ہی نہیں بلکہ اپنے عوامل اور اہل کی رو سے ای۔ تہذیب عمل تھا۔ اس تہذیب عمل کے دو اہم پہلو تھے، داخلی اور خارجی، داخلی پہلو اجتماعی خود شناسی سے مراد # ہوا تھا جبکہ خارجی پہلو اس شناسی # کو یکسر مخصوص میں ڈھالنے سے عبارت تھا۔ یہ دونوں پہلو ای۔ ساتھ تہذیب وجود کی تلاش میں منہمک تھے۔ اردو ادب میں قومی طرز احساس کی تشکیل اور تہذیب ۱۹۶۰ء کی تلاش کے رجحان نے تین لکھائی صورتیں اختیار کیں۔ ای۔ تو وہی جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے یعنی کستان تخلیق ہونے والے ادب کو اپنی اس اور رتہ کے اعتبار سے ”کستانی“ کہتے ہیں۔ چاہیے۔ یہ ای۔ معصوم آدرش تھا، جو اہل وطن کے دلوں میں، اگانہ قومیت کے احساس نے پیدا کیا تھا۔ اس کے لئے & سے پہلے محمد حسن عسکری نے آواز بلند کی۔ تہذیب شناسی # کے عمل نے دوسری صورت یہ اختیار کی کہ ماضی کے کلا Q ادب کی معنوی # کو نئے عہد کے تناظر میں پیش کرنے کا رجحان پیدا ہوا۔ اس رجحان کی تہہ میں اصل خواہش یہ کارفرما تھی کہ سیاسی حالات کی ابتری نے جس تہذیب تسلسل میں جگہ جگہ رخنے اور اختلافات پیدا کر دیئے تھے، ان اشتراکی پہلوؤں نے تہذیب فاصلوں کو کم کرنے کی کوشش کی گئی۔ شناسی # کے عمل نے کستانی کلچر کو جاننے اور منضبط کرنے کی طرح ڈالی اور علمائے ادب کے سامنے مختلف سوالات رکھ دیئے۔

اردو ادب کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ پاکستان کی تہذیب CR کی تلاش کا بیڑا اس نے اٹھایا اور اپنے دامن کو اراض وطن کی ۷۰٪ خوشبو سے معطر کیا۔ کلچر اور تہذیب کے آئینے میں مباحثہ سے خود کو سر بلند کیا۔ دلچسپ بات ہے کہ پھر بیشتر قدین ادب نے اس پہلو پر تفصیل سے بحث کی، مضامین لکھے، نئے نئے مباحثہ کو جنم دیں اور تنقید کا دامن بھی مزید وسیع ہوا۔ ہر قوم کی ایہ تہذیب پہچان ہوتی ہے۔ اس تہذیب پہچان کے بعض پہلو دوسری تہذیبوں سے ملتے جلتے ہیں لیکن بعض ایسی ادبی خصوصیات ہوتی ہیں جو ایہ تہذیب کو دوسری تہذیبوں سے الگ اور ممتاز کرتی ہیں۔ ہر قومی تہذیب اپنی ادبی خصوصیات سے پہچانی جاتی ہے اور پھر یہی خصوصیات دوسری تہذیبوں میں اپنی الگ پہچان اور شناخت پیدا کرتی ہیں اور ہر قوموں کی علامت بن جاتی ہیں۔ بلاشبہ پاکستانی تہذیب نے ۷ تہذیبوں سے نموکا سامان حاصل ضرور کیا 1 اپنے اختصاص کو دوسری تہذیبوں سے اشتراک کے دوران میں مدغم نہیں ہونے کی۔

حوالہ جات

- (۱) لولیس معلوف، مرتبہ، انگریزی عربی اردو لغت، لاہور ۱۹۷۵ء، علم و ادب، س۔ن۔ص، ۱۰۱۵۔
- (۲) محمد عبداللہ خان خوشنکی، فرہنگ عامرہ، طبع اول، اسلام آباد: د. مقتدرہ قومی ژب.ن، ۱۹۸۹ء، ص، ۱۷۶۔
- (۳) وارث سرہندی، مرتبہ، علمی اردو لغت جامع، لاہور: علمی کتاب خانہ، ۲۰۰۰ء، ص، ۴۷۸۔
- (۴) اردو کیلکولیٹری، طبع سوم، لاہور: فیروز ملہریڈ، ۱۹۸۴ء، ص، ۳۵۶۔
- (۵) ونہیا آغا، ڈاکٹر، تنقید اور مجلس تنقید، طبع اول، سرگودھا: مکتبہ اردو ژب.ن، ۱۹۷۶ء، ص، ۱۸۲۔
- (۶) ونہیا آغا، ڈاکٹر، اردو شاعری کا حراج، H رہواں، C، لاہور: مکتبہ عالیہ، ۱۹۹۹ء، ص، ۳۷۔
- (۷) سلیم اختر، ڈاکٹر، ادب اور کلچر، لاہور: سنگ میل، ۲۰۰۱ء، ص، ۳۱۹۔
- (۸) سبط حسن، پاکستان میں تہذیب کا ارتقاء، تیرہواں، C، کراچی، مکتبہ دانش، ۲۰۰۹ء، ص، ۲۹۳، ۲۹۴۔
- (۹) ونہیا آغا، ڈاکٹر، تنقید اور احتساب، طبع اول، لاہور: ج.پ.شرین، ۱۹۶۸ء، ص، ۲۹۷۔
- (۱۰) احمد ایم قاسمی، تہذیب و فن، طبع اول، لاہور: پاکستان بکس اینڈ لٹریچر سائیکل، ۱۹۹۱ء، ص، ۸۷، ۸۸۔
- (۱۱) سجاد قر، رضوی، ڈاکٹر، تہذیب و تخلیق، طبع اول، اسلام آباد: د. مقتدرہ قومی ژب.ن، ۱۹۸۷ء، ص، ۷۷۔
- (۱۲) جمیل جالبی، ڈاکٹر، پاکستانی کلچر، طبع ششم، کراچی: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۹۷ء، ص، ۶۷۔
- (۱۳) محمد تقی، سید، پاکستانی تہذیب کا مسئلہ، مشمولہ، کلچر منتخب تنقیدی مضامین، مرتبہ، اشتیاق احمد، لاہور: M.الحکمت، ۲۰۰۷ء، ص، ۱۲۸۔
- (۱۴) عبادت، W، ڈاکٹر، پاکستان کے تہذیبی مسائل، لاہور: ادارہ ادب و تنقید، ۱۹۷۹ء، ص، ۱۲۔
- (۱۵) سلیم احمد، مضامین سلیم احمد، مرتبہ: جمال پنی پتی، طبع اول، کراچی: اکادمی، ۲۰۰۹ء، ص، ۷۷۔
- (۱۶) عبداللہ، سید، ڈاکٹر، کلچر کا مسئلہ، لاہور: سنگ میل، ۲۰۰۱ء، ص، ۱۲۰۔

- (۱۷) عبادتہ W، ڈاکٹر، *پاکستان کے تہذیب R مسائل، لاہور: ادارہ ادب و تنقید، ۱۹۷۹ء، ص ۱۵۔
- (۱۸) مبارک علی، ڈاکٹر، تہذیب کی کہانی، طبع اول، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۰۹ء، ص ۲۷۔
- (۱۹) گوپی چندر رے، ڈاکٹر، مشترکہ ہندوستانی تہذیب، مشمولہ، کلچر: منتخب تنقیدی مضامین، مرتبہ، اشتیاق احمد، لاہور: M، حکمت، ۲۰۰۷ء، ص ۵۳۹۔
- (۲۰) آزاد کوٹی، *پاکستانی کلچر کی مختلف جہتیں، طبع اول، لاہور: ری پبلکن بکس، ۱۹۸۸ء، ص ۱۰۔
- (۲۱) رشید امجد، / - کتاب، محرک بحث، مشمولہ، اردو شاعری کا مزاج، معاصرین کی آ میں، مرتبہ، سجاد ی، لاہور: ب، ۲۵۴۔
- *شرین، ۱۹۶۸ء، ص ۲۵۴۔
- (۲۲) جے سنڈنی پینٹر، ڈیض الاسلام، جی۔ ایم۔ ڈی۔ صوفی، تہذیب کی کہانی، نیو یارک: سلور۔ ڈٹ کمپنی، ۱۹۵۴ء، تیسرا حصہ، ص ۹۔
- (۲۳) جیلانی کامران، ہمارا ادبی اور نگری سفر، طبع دوم، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۲۰۱۱ء، ص ۲۹۔
- (۲۴) محمد اکرام، شیخ، آسپکٹ، تنقید، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۲۰۰۶ء، ص ۳۱، ۳۲۔